تہی اور یہہ رسالہ اکثر اطراف و جوانب مین مشہور ہوا فی الحال ایک رسالہ لاہور سے نام منسوب بہ سراج محمد مسمّی بنام
جواب مین اس رسالہ کی جو حضرت کی تحریر کا ہی اس شخص نے عجب مرکب ہی کہ اکثر شکوک مردودہ جو اوسی رسالہ مین دیکہکر بدون جواب
کے نقل کر لیئے ہین اور وہ بہت زبان درازی کی ہی کہ لا ابہات تعصب کی شروع کی ہی یہانتک کہ معلوم ہوتا ہی بدون بعد
خواہ مخواہ بیہودہ گوئی میان اہل سنت کا تو اگرچہ نصیحت اوسکی ہر ذی عقل پر ظاہر ہی مثل شمس کے اور محتاج بیان نہین لیکن چونکہ
نہایت ضرور اسواسطی مینی بتحریک بعض احباب بعض کی جواب اوسکا اختیار کیا اور نام اوسکا شمس الایمان رکہا اللہم ارنا
الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین اقول مستعینا بفضل الرسول
المقبول مہربان یہہ جو تمنی لکہا کہ چند اجزای متفرقہ اوسکی کہ مصحح بقلم خاص مصنف کی ہین مجہکو دستیاب ہوئے لہذا بدون
انکا بعینہ طبع کیا یہی حال ہی کہ طریق صواب تو اسمین منحصر تہا کہ اول تمام کلام بہم پہونچاتی اور پہر اوسکو اپنی غور
فکر یا دوسرے سے سمجہتی پس بعد سمجہنے کے جو کچہہ شکوک و شبہات ہوتی دفع کرواتی جو کہ آپ تو صرف اجزای متفرقہ
دستیاب ہوئے ایسی ہی ہوئی کہ ادنہین بہی خوض و تامل کرکے جواب لکہا خطا کی اور یہی منشا اکثر شبہات کا ہوا کہ اگر تمام رسالہ کو دیکہتی
تو یہہ ہوتی کہ اکثر شکوک کی جواب صراحتاً یا ضمناً اوسمین موجود بلکہ بعضی شبہی مخالفین کی نقل کرکر جواب دیا گیا ہی کہ وہی
شبہہ جو اوسی رسالہ مین بہی دیکہکر جو اوسکو نقل کرتی ہو اور یہہ خبر نہین کہ اس شبہہ کا جواب صاف و صریح اسمین موجود ہی بہرحال اب
ضرور ہوا کہ خلاصہ اس رسالہ کا اول بزبان ہند لکہہ دیا جائے تا کہ تم اوسکو دیکہہ کر حقیقۃ الحال دریافت کرو کیونکہ تمنی جو تمام کتاب
نہین دیکہی ہو تو تمکو یہہ بہی نہین معلوم کہ مدعی کون اور معترض کون اور دعوی کیا اور موضوع بحث اور مادہ نزاع کیا ہی کہ یہہ
سب ضرور تہا اور موقوف تہا تمام کلام کی دیکہنی پر وہ تو نکیا اور ادعا کیا ایک امر غیر ضرور کا یعنی ہونا ان اجزا کا
مصحح بقلم خاص مصنف کہ مطلق تصحیح مصحح کافی ہی اور اگر تصحیح قلم خاص مصنف شرط ہو تو عرصہ بہت تنگ ہو خلاصہ کلام یہہ
ہی کہ ایک مرد صالح ایک درود پڑہتا تہا کہ اسمین الفاظ مثل السلام علیک ایہا النبی الکریم السلام علیک ایہا الرسول الرحیم
واقع تہی ایک شخص نے فرقہ اسمعیلیہ سے منع کیا اور مدعی ہوا کہ قاری اسکا مشرک ہو جاتا ہی قاری نی جناب مدت
مآب سے پوچہا ارشاد فرمایا کہ کوئی وجہ عدم جواز کی معلوم نہین ہوتی مدعی نے سنکر معرفت قاری کی ایک رقعہ لکہا کہ شرک
و ضلال سے توبہ کرو اور تقویۃ الایمان کو دیکہو اوسکی جواب مین ارقام فرمایا کہ خط لانی والا تمہارے لکہنی کے موافق مرد
صالح و دیندار ہی اوسکی پاس اجازت شاہ عبد العزیز صاحب کی واسطی پڑہنی اسم مبارک یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ
کے بترکیب خاص موجود اور مہر حضرت مغفور کے اسپر ثبت ہی دیکہنی کفی بحجۃ علیکم اوسکا جواب خط طولانی آیا ملخص اوسکا

یہہ کہ اول ہم مولوی عبد العزیز پر ایمان نہین لاتے کہ جو وہ کہین ہم حجت جانین دوسرے مولوی صاحب کی تقلید مشایخ لکھدیا ہی اگر
کسی کتاب علم عقاید یا فقہ یا حدیث و تفسیر مین ذکر کرتی تو قابل حجت کے تہا اور ہم معتقد سب مجتہدین اور علماے صالحین کے
ہین قول و اجتہاد سب کا حجت جانتے مین اور طریقہ ہمارا بعینہ طریقہ صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور ایمہ مجتہدین کا ہی مگر یہہ سمجہ کر
یعنی یاد کرنا اموات کا بحرف ندا اور خطاب کرنا اموات کو سوای غیر از وقت زیارت قبور اور خطاب کرنا زندونکا عموما کیا عام کیا
خاصہ کا یعنی انبیا و اولیا سواے اسامنیکے اور ندا کرنا ملایک و جن کا خاص ساختہ جہل بحث کی ہی کہ تقلید سو وہم پونہچا لی
ہی اور شرک ہونا اسکا مخالف کسیکی سلف صالح سی نہین ہی فقط اسکی جواب مین لکہا کہ مولوی عبد العزیز صاحب کی تقلید مولوی
اسمعیل صاحب پر ایمان لانی سے بدتر نہین ہے دونو مین تعارض ہوا تو مناسب تہا کہ ترجیح مرجوح اختیار نکرتی اور وہ جو لکہا
کہ مولوی صاحب کی تقلید مشایخ لکہدیا ہی آیا مولوی صاحب مشرک ہوگئے یہہ مرضی مدعی سے معلوم نہین ہوئی کہ مولوی صاحب کے آخر خط
مین منقبت جو لکہی ہے اسکی مخالف ہی یا بسبب تقلید مشایخ کے مولوی صاحب کو مضرت نہین پونہچی اس تقدیر پر اگر دوسرے
کی تقلید مشایخ اور تتبع مولوی صاحب کی خطاب کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی وہ کیون مشرک ہوگیا اور وہ جو لکہا
کہ اگر کسی کتاب تفسیر وغیرہ مین ذکر فرماتی البتہ حجت تہا سو دیکہو تفسیر عزیزی کو الم نشرح کے تفسیر مین فرمایا ہی و نعم ما قیل
یا صاحب الجمال و یا سید البشر من وجہک المنیر لقد نور القمر لا یمکن الثناء کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اور
سورہ فاتحہ کے تفسیر مین ایاک نستعین کے ذیل مین فرماتی ہین لیکن دریجا باید دانست کہ استعانت از غیر الحاصل دعوی مدعی
یہہ کہ السلام علیک ایہا النبی الکریم السلام علیک ایہا الرسول الرحیم شرک اور بدعتی و الاشراک اور یاد کرنا اموات کا بحرف ندا اور
خطاب کرنا اموات کا غیر وقت زیارت قبور اور خطاب کرنا تمام احیا کا عموما کیا عام کیا خاصہ کا یعنی اولیا و انبیا سواے امت
کے اور ندا ملایک و جن شرک ہی اور دلایل کا حوالہ تقویۃ الایمان پر اور مدار اس امر کا کہ یہہ دعوے مخالف کسیکے سلف صالح سے
نہین ہی فقط حضرت قبلہ و کعبہ نے بتحریک خدام ایک رسالہ لکہا مشتمل دو فصل پر پہلی فصل مین احادیث نبوی اور آثار صحابہ
اور اقوال علماے امت مرحومہ کے مذکور ہین ہدایتہ عن عبد اللہ ابن مسعود قال کنا اذا صلینا مع النبی صلعم قلنا السلام علی اللہ
قبل عبادہ السلام علی جبرئیل السلام علی میکائیل السلام علی فلان فلما انصرف النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اقبل علینا بوجہہ
قال لا تقولوا السلام علی اللہ فان اللہ ہو السلام فاذا جلس احدکم فی الصلوۃ فلیقل التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام
علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین فانہ اذا قال ذلک اصاب کل عبد صالح فی السماء
والارض یہہ حدیث صحیحین وغیرہما مین مروی ہے اور یہہ تشہد تشہد عبد اللہ ابن مسعود اور معمول اکثر اہل علم صحابہ و تابعین کے ہی اور اسمین

اور خیال بیہ ہے

کا اس محل مین بیشتر اور قوی ہی فقط ظاہرات الفاظ غلطی مخالفین یہی ہی کہ اس لفظ کو قصہ معراج مین دیکھکر تشہد مین دکھایا
کیا جو خیال کیا اور کچھ نہ سمجھی اور سباق و سیاق حدیث کو نہ پہنچی ہدایۃ عن عبد الرحمن ابن ابی لیلی قال لقینی کعب ابن عجرۃ
فقال الا اہدی لک ہدیۃ سمعتہا من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقلت بلی فاہدہا لی فقال سألنا رسول اللہ فقلنا یا رسول اللہ
کیف الصلوۃ علیکم اہل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیکم قال قولوا اللہم صل علی محمد الخ صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور سارے صحاح
ستہ مین عبد الرحمن ابن ابی لیلی سے مروی ہے شیخ عبد الحق نے لکھا کہ کیفیت سلام در تشہد التحیات تعلیم کردی و آنرا تعلیم الہی
نفہمند زیرا کہ تعلیم آنحضرت تعلیم الہی است زیرا کہ وی بنطق نمی کند مگر بوحی ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین فرمایا کہ خدا نے
تعلیم کی ہمکو کیفیت سلام کی تشہد مین بواسطہ زبان مبارک کی اسطرح پر کہ کہین ہم السلام علیک ایہا النبی الخ ابن حجر نے کہا
کہ شیخین سے مروی ہے کہ آنحضرت اوپر ہمارے تشریف لائے پس عرض کیا ہمنے یا رسول اللہ جانین ہمنے کیفیت سلام کی اوپر ذات
پاک تمہارے کی پس کسطرح درود بھیجین ہم اوپر آپکی اور بیچ روایت کی کہ سند اوسکی جید ہے آیا کہ حسب وقت کہ آیۃ یا ایہا الذین امنوا
صلوا علیہ وسلموا تسلیما نازل ہوئی ایک شخص طرف رسول اللہ کی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ سلام اوپر آپکی کہ جانا ہمنے
پس کسطور درود بھیجین ہم اوپر ذات پاک آپکی الخ اور بیچ روایت دوسرے کے مسلم وغیرہ سے آیا کہ حکم کیا ہمکو اللہ تعالی نے
یہ کہ درود بھیجین ہم اوپر ذات پاک تمہارے کے پس کیا ہے کیفیت اوسکی پس سکوت فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ کہو اللہم صل علی
محمد الخ اور آخر مین فرمایا اور سلام جیسا کہ جانا تم نے یا تعلیم کیے گئے تم فائدہ ملخص ان روایات کا یہ ہے کہ اللہ تعالی نے
کیفیت سلام موہم بواسطہ آن حضرت بندہ و خطاب تعلیم فرمائی و سکوت کہنا سوائے بیدینی کی اور کیا ہے تذییب شفا قاضی عیاض
مین علقمہ سے مروی ہے کہ جب مین داخل ہوتا ہون مسجد مین کہتا ہون السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ ہدایۃ حصن حصین مین
ہے من کانت لہ ضرورۃ فلیتوضأ فلیحسن وضوءہ ولیصل رکعتین ثم یدعو بہذا الدعاء اللہم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک محمد
نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لی اللہم فشفعہ فی یہ حدیث ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و حاکم نے
عثمان ابن حنیف سے روایت کی مخالفین اس حدیث مین دعوے اختصاص جواز کا حضور آنحضرت مین کرتے ہین اور یہہ دعا انکا سبب
مخالفت جمہور کے اور مقابلہ مین مثل صاحب حصن حصین وغیرہ کے کہ قائل تعمیم کے ہین ایسا عبث ہین اور قطعہ کرتا ہے شجرہ خبیثہ عقیدہ سوء کو بیخ و بن سے
وہ جو طبرانی نے معجم کبیر مین عثمان بن حنیف سے روایت کیا کہ عثمان ابن حنیف نے ایک حاجتمند کو خلافت حضرت عثمان ابن عفان مین
تعلیم کیا اور دستنی عمل کیا اور مطالب اسکا آیا ملا علی نے شرح حصن حصین مین لکھا ہے کہ ایک روایت مین لتقضی بصیغہ حاضر بھی آیا ہے
یعنی تا کہ قضا کرے تو اے محمد حاجت میری پس اسناد قضای حاجت کی آنحضرت کی طرف مجاز ہے ہدایۃ حصن حصین مین ہے اذا

اور شفاء قاضی عیاض سے نقل کیا ہی لما تحقق عمر ابن الخطاب موت النبی صلعم یقول ابی بکر الصدیق رجع الی قوله وهو یبکی بابی انت وامی
یا رسول اللہ لقد کان جذع تخطب الناس علیه فلما کثر واتخذت منبرا لتسمعهم فحن الجذع لفراقک حتی جعلت یدک علیه فسکن فامتک
اولی بالحنین علیک حین فارقتهم بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عند ربک ان بعثک آخر الانبیاء وذکرک فی اولهم
فقال واذ اخذنا من النبیین میثاقهم الآیه بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عنده ان اهل النار یودون ان یکونوا
اطاعوک وهم بین اطباقها یعذبون یقولون یا لیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسول الخ ہدایۃ ابن عبد البر نے کتاب استیعاب مین روایۃ
کیا ہی کہ نابغہ جعدی صحابی رضی نے بصرہ مین ہنگام حکومت ابی موسی اشعری کے جب اونکی تازیانہ لگی چند شعر کہی ایک اونمین سے یہ ہے
فیا قبر النبی وصاحبیه الا یا غوثنا لو تسمعونا مواہب لدنیہ مین مذکور ہی صفیہ رض عمہ آنحضرت فرماتی ہین ے الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا
وکنت بنا برا ولم تک جافیا وکنت رحیما ہادیا ومعلما لیبک علیک الیوم من کان باکیا علیک من اللہ السلام تحیۃ وادخلت جنات
من العدن راضیا ابوبکر فرماتی ہین ودعا الوحی اذ ولیت عنا فوادعا من اللہ الکلام حسان کہتی ہین ے کنت السواد لناظری فعمی
علیک الناظر من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر ملا علی قاری فی مرقاۃ مین امام شافعی سی نقل کیا ہی ے یا اہل بیت رسول اللہ
حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزله کفاکم من عظیم القدر انکم من لم یصل علیکم لا صلوۃ له امام ابو عبد اللہ یافعی لکہاتے یا واحد الدہر
یا عین الوجود ویا مغیث الانام وہادی کل حیران علی ابن وفا نی لکہاتے الا یا صاحب الوجه الجمیل سالتک لا تقیت وانت ردی اور قصائد
بوصیری کہ مقبول جمہور انام اور کافہ محدثین مین اور علماء و صلحاء من بعده اونکی تبرک کرتی ہین ندا و خطاب سے بہری ہوئی ہین ایک شعر
ایک قصیده کا یہ ہی ے یا اکرم الخلق ما لی من الوذ به سواک عند حلول الحادث العمم شاہ ولی اللہ صاحب قصیدہ اطیب النغم مین
لکہتی ہین ے وصلی علیک اللہ یا خیر خلقه ویا خیر مامول ویا خیر واہب ویا خیر من یرجی لکشف رزیة ومن جوده قد فاق جود السحائب
وانت مجیری من ہجوم ملمة اذا انشبت فی القلب شر المخالب فما انا اخشی انه مدلهمة ولا انا من ریب الزمان براہب فانی منکم فی
قلاع حصینة وحد حدید من سیوف المحارب صاحب مواہب لدنیہ فی مدح مثال النعل مبارک اور بیان فوائد اور برکت اوسکی مین اکابر
محدثین سی نقل کی کہ کہا کہ جو کوئی مثال کفش مبارک رسول اللہ اپنی پاس رکہی امان ہی اوسکو بغی بغاۃ سی اور حرز ہی شیطان
مارد اور عین حاسد سے اشعار اکابر امت کی مدح مثال مین نقل کئی کہ ایک اونمین سے شعر قصیدہ ابن عساکر کا یہ ہی ے یا شبیه نعل المصطفی
روحی الفدا لمحلک الاسمی الرفیع العالی ہدایۃ فتاوی خیریہ مین کہ مصنف اوسکا اوستاد ہی صاحب در المختار کا اور رد المختار
مین جا بجا اوسی سند پکڑی ہی اور یہ کتب معتبرہ حنفیہ سے ہے لکہا اما قولهم یا شیخ عبد القادر فهو نداء واذا اضیف الیه شیئا لله فهو
طلب شیء اکراما لله فما الموجب لحرمته الخ ہدایۃ مولوی رفیع الدین فی رسالہ اسرار المحبۃ مین لکہا ہی المحبۃ مع الاحیاء الحاضرین

ثابت نہوا اور اگر لیوے کہ بیان تو عام ہی احیا اور اموات کو اور پہر کہو کہ استدراک مین خاص ہی ساتھہ احیا کی سو یہہ مراد ہو یہہ
پن ہی مبنی الخصوص کہ نساجب استدراک اصلا تخصیص نہین کرتا نہ دوسرے قسم کا بیان کرتا ہی اب تفصیل اغلاط سنو قولہ ایسا سمجھا جاتی
کہ استعانت از غیر جسکو شاہ صاحب اس مقام پر جایز لکہتی ہین معنے اوسکی یہہ ہین کہ استعانت دوا کی طبیب سے اور نوکری امیر اور بادشاہ کی
بادشاہ سی یا نیطرح کہ اگر اعتماد کلی اوسپر رکہی تو الخ ای مہربان لفظ غیر استعانت از غیر مین عام ہی اوس سے خاص طبیب اور
امیر اور بادشاہ مراد لینا اور معنی کر تعبیر کرنا عقل سی بہت دور ہے سمجہو کہ پہر اگی کیونکہ معنی ہو ظاہر او ہو گا کہا یا اس سے کہ شیخ
سفیان ثوری علیہ الرحمہ کی کلام مین ان تین چیز و نکا مذکور ہی سو یہ بیان نصابشیخ علیہ الرحمہ نی اپنی وارد خیالی کا جواس وقت خاص
مین پیش آ یا تہا بیان فرمایا نہ حصر و تخصیص حرمت استعانت کا ان تین چیز مین تا کہ استدراک بہی خاص ہو اس کو کہ قرینہ سمجہنا
تخصیص کا استدراک مین بڑی قرینہ بات ہی اور بالفرض اگر تم یہی سمجہی اور معترض نے جو عام سمجہا تو تمہارے نزدیک نا ملایم ہوا سو وہ
ہی قباحت تم پر بہی لازم ہوئی جب آگی تمہی لکہا اور واسطہ حسی استعانت دعا مین صلحاء احیا سی الخ کہ کلام شیخ علیہ الرحمہ مین اسکا ذکر
نہ تہا اگر تفسیر عزیزی کو بہی دیکہتے اور سمجہتے تو ایسا نہ لکہتے کہ اسمین جابجا تصریح ہے کہ در تفسیر ایا منہ فاقبرہ لکہا ہی از اولیاء مدفونین
و دیگر مومنین انتفاع و استفادہ جاریست و انہارا افادہ و اعانت نیز متصور اور تفسیر سورہ انشقت مین لکہا ہی بعض از خواص
اولیاء اللہ را کہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند درینحالت تصرف در دنیا دادہ و استغراق آنہا بجہت کمال وسعت
مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمی گردد و اولیات تحصیل کمالات باطن از انہا می نمایند وارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از انہا
می طلبند و می یابند و زبان حال آنہا در انوقت ہم مترنم باین مقالات است من آیم بجان گر تو آئی بتن اور وہ جو لکہا ہے آگی اور توسل
حضرت عمر فاروق کا دعاء استسقا مین حضرت عباس سے بعد آنحضرت کی الخ سو یہہ محض نا واقفی سی لکہا ہی صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک
استعانت اور چیز ہی اور توسل اور چیز وہ ہرگز توسل اموات سے منکر نہین استعانت کا منکر ہی تم بہت اچہی جامی ملی ع دوستی بیلہان خود
دشمنی است وہ تقویۃ الایمان مین لکہتا ہی کہ جو لوگ نبین ایک ختم مشہور ہے کہ اسمین یون پڑہتے ہین یا شیخ عبد القادر شیئا للہ یعنی
اے شیخ عبد القادر کچہہ دو تم واسطی اللہ کی یہ لفظ نہ کہا چاہئی ہان اگر یون کہی کہ یا اللہ کچہہ دی شیخ عبد القادر کے واسطی تو بجا ہی
فقط تمنی کہ تقویۃ الایمان کو نہ دیکہا بلکہ جسقدر عبارت تقویۃ الایمان کے اسرار لین حضرت استادی مد ظلہم العالی نقل کے ہی اوسکو
بہی نہ دیکہا اور سمجہنے کا تو کیا مذکور اور زبان دراز شروع کی نہایت بیجا کیا اور وہ جو لکہا کہ حضرت عمر فاروق باوجود موجود
ہونیکے مدینہ منورہ مین الخ احیا سی توسل کرنا دلیل حرمت توسل کے اموات سے نہین ہے اور نہ کوئی آجتک اسمعیلیہ سی بہی منکر
توسل اموات کا ہوا ایسی بیہ قصہ لکہنا محض بے محل ہان اگر کوئی مدعی ہو کہ توسل احیا سے جایز نہین ہے تو البتہ یہہ روایت لانیکا محل

اور تمام عبارت جو تمنی نقل کی ہمین لیکن مذکور تخصیص احیا کا نہین ہی پس اسکا ذکر کرنا اور نکرنا یکسان لفظ غیر عام کا
عام ہی اور کوئی قرینہ تخصیص کا نہین نہ کوئی قید قولہ بموجب کتب لغت مثل قاموس اور صراح اور منتخب کی ثابت اور دعا سے
مطابقت کی کلام مفسرین سے ذکر عبارت تفسیر نیشاپوری اور شرح القرآن اور حسینی اور عزیزی اور ترجمہ مولوی عبدالقادر کا نہ
و وافی ہی اہم میان بہائی تمنی عجب کام کیا کہ جناب معترض مدظلہ العالی نی اول روایت صحیح بخاری سے نقل کے اور پہر مع حال الاصول
سی لفظ اخرجہ البخاری و مسلم نقل کیا بعد اوسکی روایت ترمذی کی نقل کے سو تمنی بخاری کی روایت اور مسلم کی تذکرہ کو چہوڑ
کر صرف ترمذی کی روایت پر نقل مین کفایت کی ظاہر اسسبب یہ ہی کہ کہین سنا ہوگا کہ بخاری و مسلم صحیحین مین انکی روایت کے
تو مین سے حال واقعی کہل جائیگا اور ترمذی کو سمجہی کہ کوئی کتاب مثل غرائب ہوگی جسے چاہین لکہلین اور یہ معلوم نہ تہا کہ وہ بہی صحاح
ستہ مین سے ہی اور ایسی ہی مصلحتونکی واسطی ابتدا مین لکہا کہ اجزای متفرقہ جہی ہوئی تہی اور دو ورق پہلی اس مقام اس ہی
رسالہ مین لکہا ہی در رسلہ ہذا مرجا کہ در آیات و احادیث لفظ دعا یافتہ ترجمہ آن در ستہ بلفظ پکارنا ساختہ سرگرم ہریان گشتہ
کردیدہ حالانکہ بطریق صحیحہ تفسیر دعا بعبادہ از آنحضرت منقول است جلال الدین سیوطی در تفسیر در منثور عن النبی صلعم مرفوعاً
در تفسیر سورہ غافر می نویسد اخرج احمد و اصحاب السنن والحاکم وابن حبان عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلعم ان الدعاء
ہو العبادۃ ثم قرأ ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی و قال علیہ السلام الدعاء ہو العبادۃ و سیاتی مفصلاً
جای غور ہی کہ ایک لفظ کے تفسیر رسول اللہ سے اور صحابہ کرام سے مرفوعاً بطرق متعدد ثابت اور کتب صحاح مین موجود اوسکے
مقابلی مین ذکر کرنا قاموس و صراح و منتخب کا یا تفسیر حسینی اور عزیزی اور ترجمہ مولوی عبدالقادر وغیرہ کا اور اونکا نام لکہنا لغات
معتبرہ اور اسی ترجیح دینا اسپر کمال جہالت اور نادانی ہی تم سی کیا کہین کہ رہنی دو ایک کو رہنے دیجیے کہ نہ وہان کتاب پڑہی
کتاب کا تمنی کہین صحبت پائی تو نہ فہم زیادہ رکہتی ہو جو چاہیے سو کہو اصول فن تفسیر مین بہت کتابین تصنیف ہوئی ہین
اور شرایط و آداب مفسر اور طبقات مفسرین اور حقیقۃ تفسیر اور بہت سی مباحث متعلق اسکی محتاج الیہ مین کو ذکر اوسکا موجب تطویل
اور تمکو تو اوسکی فہم کی بہی نہین ہی بقدر تمہارے حال کے دو ایک فقرہ لکہی جاتی ہین شاہ ولی اللہ فوز الکبیر فی اصول التفسیر مین
لکہتی ہین اما لغت قرآن را از استعمالات عرب اول اخذ باید کرد و اعتماد کلی بر آثار صحابہ و تابعین باید نمود دوسرے جگہ لکہتے
ہین محکم آنست کہ داند لغت از ان کلام بجز یک معنی او درک نکند و اعتبار زبان عرب اول است نہ موشگافان زمان ما را کہ موشگافی
بیجا ایشان است عضال کہ محکم را متشابہ می سازد و معلوم را مجہول فقط اسیقدر واسطی تمہارے جواب کی کافی ہی اور یہ جو رد مین صراح
و منتخب لکہا تہا نام قاموس کا بہی لکہہ گئی ہو اسکا سبب یہ ہی کہ اتنا تم جانتی تہی کہ قاموس بہی کوئی کتاب لغت مین کی مگر کیسی

کا ہونا ثابت ہے

مرفوع صحیح صحابہ رسول اللہ سے بطرق صحیحہ ثابت ہوئی اسکی مقابلہ میں تذکرہ کرنا زید و بکر کا اور لات کی ثبوت کا ہونا ثابت ہے
خود شاہ ولی اللہ سے جو جنی لوگ نقل کیا اونکی بی اعتباری کی واسطی کافی ہی اب سنو کہ خود شاہ ولی اللہ بھی فوز الکبیر میں لا بدین
حنفیہ فی علم التفسیر میں سورہ بنی اسرائیل میں یہ لکھتے ہیں اولئک الذین یدعون کان ناس من الانس یعبدون ناسا من الجن فاسلم
الجن وتمسک ہولاء بدینہم سورہ مومن ادعونی استجب لکم قال رسول اللہ صلعم الدعا ہو العبادۃ انتہی قولہ اصنام اہل عرب
کے لات و عزی اور ود اور سواع و یغوث اور یعوق اور نسر ہیں اور حقیقت میں یہ سب معبودان لاحق اور صالحان قوم ہیں انتہی افسوس
کہ تمکو لفظ اصنام کے معنی بھی نہیں معلوم اور نہ فرق اصنام و اعیان میں نہ قصد سمجھے کہ لات اور عزی وغیرہ جو معبودان لاحق اور صالحان
قوم ہیں وہ ہرگز صنم نہیں بلکہ افراد انسانی ہیں اور اصنام نام ہے انکی صورتہا سنگین وغیرہ کا کہ مشرکین ان پتھروں کو معبود لذاتہ جانتے
اتہی معبود وضع اصنام قبل بعثت خاتم المرسلین تین سو برس آگے نہ تھی شاہ ولی اللہ فوز الکبیر میں لکھتے ہیں اولاد حضرت اسمعیل بر شریعت
جد بزرگوار خود بودند تا آنکہ عمرو بن لحی لعنۃ اللہ علیہ پیدا شد و برای ایشان اصنام وضع کردہ و عبادت آنہا مشروع ساخت و بذکر دن
بحائرہ و سوائب و حام و استقسام بازلام و مثل آن برای ایشان اختراع نمودہ و این حادثہ قبل از بعثت آنحضرت نزدیک سہ صد سال
وقوع یافت اور بھی اسی کتاب میں لکھتے ہیں و این مشرکان در خلق جواہر و تدبیر امور عظام ہیچکس را شریک نمی دانستند چون خدا تعالی برکاری
فرماید ہیچ یک را قدرت ممانعت اثبات نمی کردند بلکہ اشتراک ایشان در امور خاصہ بعض بندگان بود و گمان می بردند کہ مانند آنکہ بادشاہ
عظیم الشان بندگان خاص خود را باطراف ممالک می فرستد و ایشان را در امور جزئیہ تا وقتیکہ حکم صریح بادشاہ نشدہ مستا مختار و متصرف می دارد و چہ
بتدبیر امور جزئیہ بندگان نمی پردازد و حوالہ سایر بندگان بایشان می کند و شفاعت ایشان را در باب خادمان و متوسلان ایشان قبول می
نماید ہمچنین ملک علی الاطلاق جل مجدہ بعضی بندگان خود را خلعت الوہیت دادہ است و رضا و سخط ایشان در سایر بندگان اثر می کند
پس واجب می دانستند تقرب بآن بندگان خاص تا شایستگی قبول ملک مطلق حاصل شود و شفاعت ایشان در مجاری امور درجہ پذیرائی یابد
و بملاحظہ این امور سجدہ بسوی ایشان و ذبح برای ایشان و حلف بنام ایشان و استعانت در امور ضروریہ بقدرت کن فیکون ایشان تجویز
می نمودند و صورتہا از سنگ و صفر و روئین و مثل آن تراشیدہ و قبلہ توجہ بآن ارواح ساختند و جہلا رفتہ رفتہ آن سنگہا را ذاتہا خود
معبود انگاشتند و خلط عظیم راہ یافت اور بھی اسی کتاب میں بیان مخاصمہ مشرکین قرآن عظیم میں اور جوابات اشتراک میں لکھا ہے
اما بعا بیان شفاعت عبادت اصنام و سقوط احجار از مرتب کمالات انسانیہ فکیف مرتبہ الالوہیت و این جواب مسوق است برای
قومی کہ اصنام را معبود لذاتہ انگارند انتہی قولہ جیسا کہ نیشاپوری نے ایک دو فقرہ کسی کتاب سے نقل کر دیا اور اسکو بھی سمجھا
کچھ فائدہ نہیں دیتا دعوی تمہارا کسی عبارت سے ظاہر نہیں ہے بلکہ لفظ صلوۃ دینا اور بعد از مرگ ایشان بصورت ایشان از چوب

وبجای میکه صاحب کتاب در قید حیات بود شخصی پرسید که جناب آیاتی که در حق کفار و مشرکین وارد اند بر مسلمانان بست می
سازند و قول ابن عباس که بالا ذکر شد ظاهر نمود و گفت که جناب در موعظه از نفی ولی و نصیر که به مشرکین است حکم مشرک گردانید
مسلمین صرف بسبب گفتن کسی ولی و نصیری فرمایند این چه امر است حضرات صحابه را اتهام بود و نه دل ایشان میشد مبادا خاطر
و چرا آن نبی بجا با بر زبان رفت که در صحابه هم مثل شما بسیار کسان بکسان مصداق و ما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون
بودند ما بر صحابه ایمان نیاورده ایم سبحان الله چه دیانت و خوش فهمی است که عمل بر علیکم بالسواد الاعظم و بایهم اقتدیتم اهتدیتم و
فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون شرک است و شمول وعید ومتبع غیر سبیل المؤمنین و من شذ شذ فی النار و من قال فی القرآن
برایه فلیتبوأ مقعده فی النار ایمان است الحق که مصداق من اتخذ الهه هواه همین است و آوردن این آیه درین مقام هم نا
انصاف است چه آیه کریمه نازل شد در حق مشرکانیکه اقرار میکردند بخالقیة الله با این عبادت اوثان هم میکردند
دور جامع ترمذی آمده و ما یؤمن اکثرهم بالله الا وهم مشرکون فان سألتهم من خلقهم و من خلق السموات والارض لیقولن
الله فمن هذا یقررون الله فانهم فذلک ایمانهم وهم یعبدون غیره فذلک شرکهم و در تفسیر مدارک نوشته ای وما یؤمن اکثرهم
فی اقراره بالله وانه خلق السموات الا وهو مشرک لعبادة الوثن الجمهور علی انها نزلت فی المشرکین الخ و در ابهر اکتاب هم
این آیه را نقل نموده و تصرف در معنی آن ساخته در تقریر مسئله اولیاء انبیاء اثبات سیام کلام نموده که مقصود اصلی تصنیف
کتاب همین است نعوذ بالله من شر الوسواس الخناس انتهی کتب علم عقاید و کلام میں مذکور ہی کہ لفظے اس آیہ کو دلیل لائے اور یہ
مذہب اہلسنت کی اہلسنت نے جواب دیا کہ مومن میں ایمان لغوی مراد ہی نہ شرعی اور دوجو قاعدہ اصول کا لفظ شکر نقل
کیا برادر اسکا حال مختصر سمجھو کہ اہل اصول مختلف ہیں بعضی بطرف بعضی دیگر اور مختار ہمارا یہی ہی العبرۃ بعموم
اللفظ لا بخصوص السبب مگر اتنا سمجھو کہ کوئی تفصیل بھی اہل اصول سے ہیں اور یہ ہو جو تمنے لکہا ہی اور نہیں تو آیہ یا ایہا الذین
آمنوا حق حضرت صدیق میں الخ کہاں نادانی کی بات ہی زبان پر لانا نچاہیے کیونکہ اسکی یہ معنی نہیں ہیں اتقان میں لکہا ہے
فالذین قالوا ذلک لم یقصدوا ان حکم الآیة مختص باولئک الاعیان دون غیرهم فان هذا لا یقوله مسلم ولا عاقل
علی الاطلاق والناس وان تنازعوا فی اللفظ العام الوارد علی سبب هل یختص بسببه فلم یقل احد ان عمومات الکتاب
والسنة تختص بالشخص المعین وانما غایة ما یقال انها تختص بنوع ذلک الشخص فیعم ما یشبهه ولا یکون العموم فیها بحسب اللفظ والآیة
التی لها سبب معین ان کانت امرا و نهیا فهی متناولة لذلک الشخص ولغیره ممن کان بمنزلته وان کانت خبرا بمدح
او ذم فهی متناولة لذلک الشخص ولغیره ممن کان بمنزلته اور جو قائل ہیں عموم کے وہ اطلاق حسب حکم کو وہ بہی لازم جانتی

ہیں ایسے مسئلہ اس باب کو اور بھی تعجب پاتی وہ یہ کہ مسئلہ عبرۃ عموم لفظ کا فرق بے انتہا علماء کرام میں بھی آپکی کتب اصول میں مذکور

ہیں اور جو آیۃ کہ نازل ہو کسیکی حق میں اور لفظ عام نہیں وہ آیۃ اسی شخص پر قطعیۃ مقصود ہو گی یقیناً جیسے سیجنبہا الاتقی الذی یؤتی

الخ کہ وہ نازل ہوئے حضرت ابو بکر کے حق میں بالاجماع اتفاق یہیں ہی و قد استدل بہا الامام فخر الدین الرازی مع قولہ ان

اکرمکم عند اللہ اتقیکم علی انہ افضل الناس بعد رسول اللہ و وہم من ظن الآیۃ عامۃ فی کل من عمل عملہ اجراء لہ علی القاعدۃ

وہذا غلط فان ہذہ الآیۃ لیست فیہا صیغۃ عموم اللفظ اذ الالف واللام انما یفید العموم اذا کانت موصولۃ او معرفۃ

فی جمع و زاد قوم او مفرد بشرط ان لا یکون ہناک عہد و اللام فی الاتقی لیست موصولۃ لانہا لا توصل بافعل التفضیل اجماعا

والاتقی لیس جمعا بل ہو مفرد والعہد موجود خصوصا مع ما یفیدہ صیغۃ من التمییز وقطع المشارکۃ فبطل القول بالعموم وتعین

القطع بالخصوص والقصر علی من نزلت فیہ قول اس میں ریتیں جو کوئی کسی بزرگ کو اور اسمجھکر دعوی عموم کا اور تفریع کرنا خطہ ہوئی افسوس

کہ عام خاص کے معنے بھی نہیں جانتی اگر سب تحریفات قرآنی سی درگذر کیجئی تو مطابق تمہارے ادعا کی یہ بھی جو کوئی کسیکو بکار خود یا

بزرگ کو ہر وقت حاضر ناظر حال اپنی کا سمجھے یا نہ سمجھے بلکہ یا پاس ہے اور یہہ جانے کہ وہ ہمارے پکار سنتی ہیں یا نجی الی آتی تخصیص

مہمل جو تمنی اپنی دل سے خلاف تفاسیر صحیحہ نکالیں اور تفریع کیا ان مزخرفات کو عموم پر کمال دانائی قول اور پر یہ نہیں کہ صفات کمالیہ الٰہیہ

نہ تمکو معنی شرک سی خبر نہ صفات مختصہ بالٰہیہ کی اور نہ کلام معترض کو کہ جسکا جواب لکھا دیکھا سمجھا اول معنی شرک کی سمجھو شاہ ولی اللہ

فوز الکبیر میں لکھتے ہیں مشرک آنست کہ غیر خدا را صفات مختصہ خدا اثبات نماید مثل تصرف در عالم بارادہ کہ تعبیر از آن بکن فیکون میشود یا

علم ذاتی از غیر اکتساب حواس و دلیل عقلی و منام و الہام و مانند آن الخ اب حال اپنی افترا کا جناب معترض پر ذکر کیا جاتا ہے جو تمنی عبارت معترض کے

نقل کی کوئی لفظ اس عبارت کا اس پر دلالت نہیں کرتا بلکہ جناب معترض نے لکھا ہے کہ در ماسبق از دلائل شرعیہ ثبوت علم و حیات و ادراک سماع

ارواح کا منبعی مبین گردیدہ لازم تہا کہ آنکہہ کہو لکہ اول ماسبق کو سہ دلایل دیکھتی کہ مدعا کیا ہے اور دلیل سی ثابت ہی یا نہیں اور وہ دلیل صحیح

ہی یا غلط سو وہ تو کچھ نہ کیا اور آپ ایک اتہام کر کر نعوذ باللہ کہہ لیا کچھ فائدہ نہیں کلام سابق یہ ہی باید دانست کہ چون گفتگو باثبات الغیر

در مسئلہ ہذا لامحالہ منجر میشود بکلام در علم و ادراک و حیات اموات لہذا در اثبات در این ابواب منظر رسید الا بہ فی قصد ترتیب یافت کہ مشہود تامی النفیر زیرا

سبب ہدایت و موافقین باعث اغنا گردد اور درس ورق کی روایتوں سے مالا مال بعد اوسکی لکہتے ہی مختصر کلام آنکہ ارواح را بعد مفارقت

ابدان در عالم برزخ حیات و علم و ادراک و دیگر صفات انسانیہ ملکات ملکوتیہ بر فرد بر اندازہ کہ اللہ تعالیٰ عطا فرمودہ علی حسب المراتب حاصل

نکہ این صفات و افعال آن عالم از صفات و افعال این عالم بطور دیگر اند مثلا ابدان در حیات دنیا محتاج بطعام و شراب نہ در آن عالم چنان نیست

و سمع کہ در این عالم بر فرع صماخ سامعہ و قوہ مادیہ موقوف است و در آن عالم نہ چنان نیست دمی تواند کہ کسیکہ ہزار سال مرد الخ

شعور و ادراک باقی میماند در این معنی شرع شریف و قواعد فلسفه اجماع دارند اما شرع شریف پس عذاب القبر و تنعیم القبر متواتر ثابت است
و تفصیل آن دفتری طویل میخواهد در کتاب شرح الصدور فی احوال القبور تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی و دیگر کتب حدیث باید دید و اثبات
عذاب القبر در کتب کلامیه از عمده مباحث است حتی که بعضی از اهل کلام منکران آن را تکفیر کرده اند و عذاب و تنعیم بغیر ادراک و شعور نمی تواند شد
و نیز در احادیث صحیحه مشهوره در باب زیارت قبور و سلام بر موتی و هم کلامی با آنها که انتم سلفنا و نحن بالاثر و انا ان شاء الله بکم للاحقون ثابت
است و در بخاری و مسلم موجود است که آنحضرت با کفاریکه در بدر کشته بودند خطاب فرمودند هل وجدتم ما وعد ربکم حقا مردم عرض کردند تکلم من
اجساد لیس فیها ارواح فرمودند ما انتم باسمع منهم و لکنهم لا یجیبون و در قرآن مجید ثابت است لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله
اموات بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما آتاهم الله من فضله بلکه از احوال پس ماندگان هم خوش وقت و مستبشر ثابت است و
یستبشرون بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم لا خوف علیهم و لا هم یحزنون بالجمله انکار شعور و ادراک اموات اگر کفر نباشد در الحاد بودنش
شبهه نیست و اما قواعد فلسفی پس بقاء روح بعد از مفارقت و بقاء شعور و ادراک و لذت و ادراک آلام و حالات نزد جمهور فلاسفه ثابت است الا
جالینوس لهذا او را در فلاسفه نه شمرده انتهی و ظاهر است که بدن را در تحلل است و روح در شعور و ادراک و ایها در ترقی پس بمفارقت بدن
و سلب ادراک و شعور چه قسم تاثیر تواند کرد و در آخر اوسکا یہی سوال کسی صاحب باطن و صاحب کشف بر قبور ایشان قرب شده چیزی از باطن
اخذ می تواند نمود یا نه جواب می تواند نمود انتهی اول کلام شاه عبد العزیز صاحب مخالف اپنی سمجھ کر چھوڑ دیا اور وہ جو ذکر کیا ہی وہ بھی
ہی مگر اپنی قصور فہم سی نہ سمجھی کیونکہ دعوی انکار مطلق او سند میں کم ثابت اور وہ جو لکھا ہی کہ اس سے ظاہر ہوا الخ اوس سے ظاہر ہی کہ تم اس
عبارت کی معنی نہیں سمجھی جسکو کچھ بھی عقل ہوگی وہ جانتا ہی قولہ یہ علم غیب ہی الخ ای عزیز یہاں علم غیب کے معنے سمجھنا چاہیے سو ہم تمہاری
مستندوں سے نقل کرتے ہیں شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر سورہ جن میں لکھتے ہیں غیب نام چیزیست که از ادراک حواس ظاهره و باطنه غائب
نه حاضر تا بمشاهده و وجدان در یافت شود و اسباب و علامات آن نیز در عقل و فکر آن در نیاید تا ببداهت و استدلال در یافته شود و
این غیب مختلف می باشد پیش کور مادرزاد الوان غیب است و عالم اصوات و نغمات و الحان شهادت و پیش عنین لذت جماع غیب است و پیش
فرشته الم گرسنگی غیب است و دوزخ و بهشت شهادت و لهذا این قسم غیب را غیب اضافی نامند و آنچه نسبت بهمه مخلوق غایب است غیب مطلق است
مثل وقت آمدن قیامت و احکام تکوینیه و شرعیه باری تعالی در هر روز و در هر شریعت و مثل حقایق ذات و صفات او تعالی علی سبیل
التفصیل و این قسم را غیب خاص او تعالی نامند فلا یظهر علی غیبه احدا یعنی پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود هیچکس را بوجهی که رفع تلبیس و اشتباه
و خفا بکلی در آن اطلاع حاصل شود و احتمال خطاء و اشتباه اصلا نماند و همین اطلاع دادن لذائی است که او را اظهار مخصوص بر غیب
توان گفت بخلاف اطلاع منجمان و اطباء و کاهنان و رمالان و جفریان و فال بینان که علم ایشان به بعض حوادث کونیه از راه استدلال

گذشت و نیست در ان راچہ شرک بلا انکار ان خطا است دیکھی اور سمجھیے تو ایسی ہی شبہات مین ہی کی قولہ ہان مگر نداء اموات کے
وقت زیارت قبور کے الخ اس روایت سے تخصیص سمجھنا کمال بےفہمی ہے علاوہ اوسکی تمام کتاب دلائل نداء اموات غیر وقت زیارت قبور و بغیر
ان الفاظ سے بالامال ہی جب تک اون سب دلائل کا رد نہو خیال جواب مالیخولیا ہی قولہ کہ سکاکی نی الخ ای عزیز سکاکی مرد بدمذہب
معتزلی المذہب کا ذکر کرنا مقابلہ مین ائمہ اہل سنت کی کمال نادانی اور بےدینی ہی قولہ روایت کی بخاری نی الخ اس روایت کو ماتحن
فیہ سی کیا علاقہ قولہ اور خلاف اوسکا یعنی نداء اموات کی غیر زیارت قبور مین ساتھہ ان الفاظ کی ثابت نہین پہر نداء اموات کی واسطی
استعانت و استمداد کی نزدیک قبر کے ہو یا دور قبر سی کیونکر موافق عقائد اہل سنت کی درست ہوگی فقط منشاء خطا کا یہی کہ تمام اوس کتابکو
جسکی یہ رد کا قصد ہے نہین دیکہا تا بدیگر کتب چہ رسد اگر دیکہا ہوتا تو زنہار ایسی خرافات نہ بکتی قولہ بحرالرائق اور عالمگیری اور فتح القدیر سے جا
ہی مکروہ عندہ ای عند القبر ما لم یعہد من السنۃ والمعہود منہا لیس الا زیارتہ والدعاء عندہ قائما اصل یہی روایت کی فتح القدیر سے
ہی اور بحرالرائق اور عالمگیری نے اوسی سی نقل کیا ہی تم فی مایۃ مسائل وغیرہ رسائل مین عبارتنا تمام نقل کی یا آپ اوسمین قصر کیا اور سمجھنا
نصیب اعداء عبارت فتح القدیر کے یہ ہی ویکرہ النوم عند القبر وقضاء الحاجۃ بل اولی کل ما لم یعہد من السنۃ والمعہود منہا لیس الا زیارتہا والدعاء
عندہا قائما کما کان یفعل صلعم فی الخروج الی البقیع ویقول السلام علیکم دار قوم مومنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اسئل اللہ لی ولکم
العافیۃ واختلف فی اجلاس القاری لیقرء عند القبر والمختار عدم الکراہۃ معنی لفظ دعا کی معلوم ہین اور یہ معلوم کہ مقصود فتح القدیر کا
کیا ہی اور اسکو دلیل سمجھنا ممانعت ندا کی دور سے اور تخصیص الفاظ خاص کی نزدیک قبر کی تب بےفہمی ہے خود صاحب فتح القدیر باب زیارت قبر نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین لکہتا ہی ثم یسئل النبی الشفاعۃ فیقول یا رسول اللہ اسئلک الشفاعۃ واسئلک ان اموت علی ملتک وسنتک فتاوی
عالمگیری مین لکہا ہی ویبلغہ سلام من اوصاہ فیقول السلام علیک یا رسول اللہ من فلان ابن فلان یستشفع بک الی ربک فاشفع لہ
ولجمیع المسلمین پہر لکہا ہی ثم یرجع قدر ذراع فیقول السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ ورفیقیہ ووزیریہ ومشیریہ والمعاونین لہ
علی القیام فی الدین والقائمین بعدہ بمصالح المسلمین جزاکم اللہ عنا احسن جزاء جئنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ لیشفع لنا ویسئل
ربنا ان یتقبل سعینا ویحیینا علی ملتہ ویمیتنا علیہ ویحشرنا فی زمرتہ قولہ اور یہ معترض نے حدیث من سئل الخ افسوس کہ اول سے آخر تک
ایک حرف نہ سمجھی اور کاغذ ناحق سیاہ کیا اگر اس مقام کو دیکہہ کر کچہہ بہی سمجھتی تو یہ واہیات نہ بکتی اسکو ملخص یہ ہی کہ اول معترض نے یہ
فقرہ لکہا مثال ارواح بعد مفارقت ابدان مثل ملائکہ میگردد در ان قیاس نمی کرد اور بعد نقل حدیث ابو امامہ کی لکہا پس اگر کارگاہ
وجود را بہشت علم و دعا نگیرد آدمی ہم میگردد صریح است کہ مسلمان البتہ معتقد این خواہد بود اطلاق شرک کہ معاذ اللہ چہ جا دارد
پس اگر ارواح کاملہ را ہم کہ در بہشت اند علم یاد کردن احیا حاصل شد شرک از کجا آمد اور بعد نقل حدیث الشرک لکہا پس ارواح کاملہ اگر در جنت و

کشف الغطا میں کہ مولوی اسحاق وغیرہ بھی اوسکی سند لاتی ہیں لکہا دو درین باب بعضے روایت کنند کہ مردان
حضرت جو متحیر شدہ بودند در مجلس مدوجہ یدند اصحاب جیسا تہی فوقع الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا اور واسطے
دفع خطرات شیطانی اور رفع وساوس نفسانی تمہارے کے اس قدر کافی ووافی ہے فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر والسلام

علی من اتبع الہدی

تمام شد رسالہ شمس الایمان بتاریخ بستم ذیحجہ الحرام سنہ [illegible] الہجریہ النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز یکشنبہ